بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ

مختار ابن ابی عبید ثقفی رحمۃ اللہ علیہ

صحابی رسولؐ، یا مدعی نبوت؟

شیعہ اور اہل سنت کی نگاہ سے

مختارؒ کی شخصیت کے بارے میں بحث

نام کتاب : **حضرت امیر مختار** رحمۃ اللہ علیہ

پیشکش : قنبر زیدی

اشاعت اوّل : ۲۰ر نومبر ۲۰۱۹ء

کمپوزنگ : کاظمین

تعداد : ایک ہزار

ہدیہ : اَللّٰھُمَّ صَلِّ علی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّد

ملنے کا پتہ

سبیل سکینہؑ (ڈی ایم ایف) پاکستان

اسلامک کلچر اینڈ ریسرچ سینٹر، ایف بی ایریا کراچی

رابطہ: 03332000464

WWW.SHIANEALI.COM

WWW.ZIARAAT.COM

WWW.UMMULBANEEN.COM

بلندی درجات

سیّد وصی حیدر زیدی

ابن

سیّد حسین احمد زیدی

وجملہ مومنین ومومنات

شہدائے ملتِ جعفریہ

فہرستِ مضامین

مقدمہ

ایرانی ٹی وی پر مختار نامہ کے نام سے ٹیلی کاسٹ ہونے والی سیریز کے بعد، اس میں عبداللہ ابن زبیر کے حقیقی کردار کو دکھانے اور مختار کو ایک شجاع، باہمت اور محبّ اہل بیت علیہم السلام انسان دکھانے پر، بعض وہابیوں نے غم و غصے کا اظہار کیا ہے اور حتی بعض نے تو اس سیریز کے دیکھنے کو حرام قرار دیا ہے۔

اس تحریر میں شیعہ اور اہل سنت کی نگاہ سے مختار کی شخصیت کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔ اسی وجہ سے سب سے پہلے ہم مختار کے بارے میں وہابی علماء کے اقوال کو ذکر کریں گے۔ ان اقوال کو پڑھ کر آپ کو معلوم ہوگا کہ وہابیوں نے ہر ممکن و ناممکن، جائز اور ناجائز کوشش کی ہے تاکہ مختار کو ایک جھوٹا اور نبوت کا دعوے دار شخص ثابت کرسکیں۔

پھر اسکے بعد مختار کی شخصیت کے بارے میں علمائے شیعہ کے اقوال کو ذکر کریں گے۔ البتہ شیعوں کے درمیان بھی زمانہ قدیم سے مختار ابن أبی عبید ثقفیؒ کے بارے میں مختلف اقوال پائے جاتے ہیں، لیکن اکثر شیعہ علماء اور اہل بیت کی پیروی کرنے والوں کا، مختار کی تعریف کے بارے میں اہل بیت سے نقل ہونے والی روایات کی روشنی میں، مثبت کردار ذہن میں آتا ہے اور ان سب نے مختارؒ کے امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے انتقام لینے کی وجہ سے، اسکی بہت تعریف بیان کی ہے۔

سب سے پہلے تاریخ اسلام کی ان مظلوم اور مجہول شخصیت کے خاندانی حسب ونسب کو ذکر کیا جارہا ہے۔

مختار کا خاندانی پس منظر

والد مختار، ابو عبید، مشہور صحابی

مختار اور اسکے قبیلے کے بارے میں مؤرخین نے بہت تفصیل سے کتب میں لکھا ہے کہ ان سب کو یہاں پر ذکر کرنا ممکن نہیں ہے۔ ان تمام مطالب کا خلاصہ یہ ہے کہ:

مختار، ابو عبید ثقفی کا بیٹا ہے۔ وہ ہجرت کے پہلے سال شہر طائف میں عرب کے ایک مشہور قبیلے ثقیف میں، دنیا میں آیا۔ ثقیف قبیلے نے جنگ حنین کے بعد اسلام کو قبول کیا تھا۔ قبول اسلام کے بعد اس قبیلے کے بزرگان اور مختار کے والد نے اسلام کی ترقی کے لیے بہت جدو جہد کی تھی۔

هُوَ الْمُخْتَارُ بْنُ أَبِي عُبَيْدِ بْنِ مَسْعُودِ بْنِ عُمَيْرٍ الثَّقَفِيُّ وَقَالَ الْمَرْزُبَانِيُّ ابْنُ عُمَيْرِ بْنِ عُقْدَةَ بْنِ عَنْزَةَ كُنْيَتُهُ أَبُو إِسْحَاقَ.

مختار ابن ابو عبید ابن مسعود ابن عمیر (بضم عین) ثقفی ہے۔ مرزبانی ابن عمیر بن عقدة بن عنزہ نے کہا ہے کہ مختار کی کنیت، ابو اسحاق تھی۔

(ابن نما الحلی، جعفر بن محمد بن جعفر بن ہبۃ اللہ (متوفی 645ھ)، ذوب النضار فی شرح الثار، ص 61، تحقیق: فارس حسون کریم، ناشر: مؤسسة النشر ال إسلامی التابعة لجماعة المدرسین بقم المشرفة، الطبعة الاولی 1416)

ابن اثیر جزری نے کتاب
اسد الغابة فی معرفة الصحابة
میں لکھا ہے کہ

أبو عُبَید بن مسعود بن عَمْرو ابن عُمَیر بن عَوف بن عُقْدَة بن غِیَرَة بن عوف ابن ثقیفٍ الثَّقَفِی. والد المختار بن أبی عبید، ووالد صَفِیّة امرأة عبد الله بن عُمَر، أسلم فی عهد رسول الله، ثم إن عمر ابن الخطاب رضی الله عنه استعمله سنة ثلاث عشرة، وسیَّره إلی العراق فی جیش کثیف، فیهم جماعة من أهل بدر، وإلیه ینسب الجسر المعروف بجسر أبی عُبَید، وإنما نسب إلیه لأنه کان أمیر الجیش فی الوقعة التی کانت عند الجسر، فقتل أبو عُبَید ذلك الیوم شهیداً. وکانت الوقعة بین الحیرة والقادسیة، وتعرف الوقعة أیضاً بیوم قُسِّ الناطف، ویوم المَرْوَحَة. وکان أمیر الفرس مُرْدَانشاه بن بهمن، وکانوا جمعاً کثیراً، فاقتتلوا وضَرَب أبو عبید مُلَمْلَمَةً فیل کان مع الفرس، وقتل أبو عبید، واستشهد معه من الناس ألف وثمانمائة.

ابو عبید بن مسعود بن عمرو، یہ مختار کا اور عبد اللہ ابن عمر کی بیوی صفیہ کا باپ ہے۔ ابو عبید نے رسول خدا کے زمانے میں اسلام لایا تھا، اسکے بعد سن 13 ہجری میں عمر ابن خطاب نے اپنی خلافت میں اسکو عہدہ دیا اور اسکو اہل بدر ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ، عراق کی

طرف روانہ کیا۔ ابی عبید کا پل بھی اسی سے ہی منسوب ہے، کیونکہ اس پل کے نزدیک واقع ہونے والی جنگ کا سپہ سالار ابوعبید ہی تھا۔ ابوعبید اسی جنگ میں شہید ہوا اور سرزمین حیرہ اور قادسیہ پر بھی جنگ رونما ہوئی اور یہ جنگ، یوم قُس ناطف اور یوم مروحہ کے نام سے بھی مشہور ہے۔ لشکر فارس کا سپہ سالار مردانشاہ ابن بہمن تھا، اس لشکر نے جنگ کی کہ اس جنگ میں ابوعبید کو اہل فارس کے ہاتھی کی سونڈ پر مارا گیا، جس سے وہ شہید ہوگیا اور اسکے ساتھ 1800 افراد بھی شہید ہوئے۔

(ابن أثیر الجزری، عزالدین بن الأثیر أبي الحسن علي بن محمد (متوفی 630ھ)، أسد الغابة فی معرفة الصحابة، ج6، ص217، تحقیق عادل أحمد الرفاعي، ناشر: دار إحیاء التراث العربي - بیروت / لبنان، الطبعة: الأولی، 1417ھ-1996م.)

لہٰذا شیعہ اور اہل سنت کے مؤرخین کے نزدیک ابوعبید ایک بزرگ صحابی تھا کہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مسلمان ہوا تھا اور اس زمانے میں دنیائے عرب کا بہت شجاع اور نامور جنگجو شمار ہوتا تھا۔

اہل سنت کے مؤرخین نے ابوعبید ثقفی کے بارے میں ان الفاظ کو ذکر کیا ہے

أسلم أبوه في حياة النبي صلى الله عليه وسلم. كان أبوه من أجلة الصحابة.

مختار کا والد (ابوعبید) رسول خدا کے زمانے میں اسلام لایا۔

اسکا والد بزرگان صحابہ میں سے تھا۔

مندرجہ ذیل کتب میں ابوعبیدؒ کے بارے میں مطالب کو ذکر کیا گیا ہے

ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء إسماعیل بن عمر القرشی (متوفی 774ھ)،
البدایۃ والنہایۃ، ج8، ص289، ناشر: مکتبۃ المعارف بیروت.
ابن عبد البر النمری القرطبی المالکی، ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر (متوفی 463ھ)، الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، ج4، ص1465،
تحقیق: علی محمد البجاوی، ناشر: دار الجیل - بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1412ھ.
ابن أثیر الجزری، عز الدین بن الأثیر أبی الحسن علی بن محمد (متوفی 630ھ)،
أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ج5، ص 127، تحقیق عادل أحمد الرفاعی،
ناشر: دار إحیاء التراث العربی - بیروت / لبنان، الطبعۃ: الأولی، 1
417ھ - 1996م. الکتبی، محمد بن شاکر بن أحمد (متوفی 764ھ)
فوات الوفیات، ج2، ص 501، تحقیق: علی محمد بن یعوض اللہ / عادل أحمد عبد الموجود،
دار النشر: دار الکتب العلمیۃ - بیروت، الطبعۃ: الأولی 2000م
العسقلانی الشافعی، أحمد بن علی بن حجر ابوالفضل (متوفی 852ھ)،
الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ج6، ص349، تحقیق: علی محمد البجاوی،
ناشر: دار الجیل - بیروت، الطبعۃ: الأولی، 1412ھ - 1992م.

مختارؒ کی والدہ

مختار کی والدہ دومۃ الحسناء بنت وہب ابن عمر نامی ایک بافضیلت خاتون تھی کہ جو اپنے زمانے میں عفت وحیا کی پیکر تھی۔

ابن نمای حلی نے لکھا ہے کہ

وَكَانَ أَبُو عُبَيْدٍ وَالِدُهُ يَتَنَوَّقُ فِي طَلَبِ النِّسَاءِ فَذُكِرَ لَهُ نِسَاءُ قَوْمِهِ فَأَبَى أَنْ يَتَزَوَّجَ مِنْهُنَّ فَأَتَاهُ آتٍ فِي مَنَامِهِ فَقَالَ تَزَوَّجْ دُومَةَ الْحَسْنَاءَ الْحُومَةَ فَمَا تَسْمَعُ فِيهَا لِلَائِمٍ لَوْمَةً فَأَخْبَرَ أَهْلَهُ فَقَالُوا: قَدْ أُمِرْتَ فَتَزَوَّجْ دُومَةَ بِنْتَ وَهْبِ بْنِ عُمَرَ بْنِ مُعَتِّبٍ فَلَمَّا حَمَلَتْ بِالْمُخْتَارِ قَالَتْ: رَأَيْتُ فِي النَّوْمِ قَائِلًا يَقُولُ:

أَبْشِرِي بِالْوَلَدِ أَشْبَهَ شَيْءٍ بِالْأَسَدِ

إِذَا الرِّجَالُ فِي كَبَدٍ تَقَاتَلُوا عَلَى بَلَدٍ كَانَ لَهُ الْحَظُّ الْأَشَدُّ

فَلَمَّا وَضَعَتْ أَتَاهَا ذٰلِكَ الْآتِي فَقَالَ لَهَا إِنَّهُ قَبْلَ أَنْ يَتَرَعْرَعَ وَقَبْلَ أَنْ يَتَشَعْشَعَ قَلِيلُ الْهَلَعِ كَثِيرُ التَّبَعِ يُدَانُ بِمَا صَنَعَ وَوَلَدَتْ لِأَبِي عُبَيْدٍ الْمُخْتَارَ وَجَبْراً وَأَبَا جَبْرٍ وَأَبَا الْحَكَمِ وَأَبَا أُمَيَّةَ.

مختار کے والد ایک شریف نسب والی عورت کی تلاش میں تھے۔ انکو جب اپنے قبیلے کی عورتوں سے کسی ایک کے ساتھ شادی کرنے کا مشورہ دیا گیا تو، مختار کے والد نے اس سے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک شخص اسکی خواب میں آیا اور اس سے کہا کہ دومۃ الحسناء الحومۃ سے شادی کرو، کیونکہ اس کے ساتھ شادی کرنے سے کوئی بھی تمہاری ملامت نہیں

کرے گا۔ مختار کے والد نے اس خواب کو جب اپنے رشتہ داروں سے بیان کیا تو انھوں نے کہا: جب ایسا ہے تو اب دومہ بنت وہب ابن عمیر ابن معتب سے شادی کرو۔ شادی کے بعد جب مختار کی والدہ حاملہ ہوئی تو اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک کہنے والے نے کہا کہ میں تم کو ایک ایسے بیٹے کی خوشخبری دیتا ہوں کہ جو سب سے زیادہ ایک وحشتناک شیر سے شباہت رکھتا ہے۔

جب لوگ شہروں اور علاقوں کو فتح کرنے میں مصروف ہوں گے تو، اس بیٹے کا اس فتح میں بہت بڑا کردار اور حصہ ہوگا۔

مختار کی ماں نے مختار کو جنم دیا تو، وہی شخص دوبارہ خواب میں آیا اور اسکی ماں سے کہا کہ: تیرے اس بیٹے کی عمر جب تھوڑی زیادہ ہو جائے گی اور جب اسکی زندگی کے آخری ایام ہوں گے تو اس کا ڈر اور خوف کم ہو جائے گا اور اسکے پیروکار زیادہ ہو جائیں گے اور وہ اپنے عمل کی جزا دیکھ کر رہے گا۔ مختار کی ماں سے مختار، جبر، ابو جبر، ابو الحکم اور ابو امیہ پیدا ہوئے تھے۔

(ابن نما الحلی، جعفر بن محمد بن جعفر بن ہبۃ اللہ (متوفی 645ھ)، ذوب النضار فی شرح الثار، ص 61، تحقیق: فارس حسون کریم، ناشر: مؤسسۃ النشر ال إسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین بقم المشرفۃ، الطبعۃ الاولی 1416)

عالم اہل سنت بلاذری نے بھی کتاب انساب الاشراف میں مختار کی ماں کے بارے میں لکھا ہے کہ

لا یسمع فیھا من لائم لومۃ.

(دومہ) مختار کی ماں کی کسی نے بھی ملامت نہیں کی (یعنی وہ ایک نیک اور با اخلاق

عورت تھی)

(البلاذري، أحمد بن يحيى بن جابر (متوفی 279ه)، أنساب الأشراف، ج2، ص 347،
طبق برنامه الجامع الكبير.)

ولادت مختار، سن یکم ہجری

جس سال رسول خدا (ص) مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے، اسی سال مختار کی ولادت واقع ہوئی، لیکن مؤرخین نے صراحت سے ذکر نہیں کیا کہ ولادت کس مہینے میں ہوئی تھی۔

ابن نمای حلی نے لکھا ہے کہ

وَكَانَ مَوْلِدُهُ فِي عَامِ الْهِجْرَةِ وَحَضَرَ مَعَ أَبِيهِ وَقْعَةَ قُسِّ النَّاطِفِ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً وَكَانَ يَتَفَلَّتُ لِلْقِتَالِ فَيَمْنَعُهُ سَعْدُ بْنُ مَسْعُودٍ عَمُّهُ.

مختار رسول خدا کی ہجرت والے سال پیدا ہوا، مختار اپنے والد کے ساتھ 13 سال کی عمر میں کوفہ کے نزدیک، واقعہ قس ناطف میں موجود تھا۔ اس واقعے میں مختار میدان جنگ میں جانا چاہتا تھا، لیکن اسکے چچا سعد ابن مسعود نے اسکو جنگ کرنے سے منع کر دیا۔

(ابن نما الحلي، جعفر بن محمد بن جعفر بن هبة الله (متوفی 645ه)، ذوب النضار في شرح الثار، ص 61،
تحقيق: فارس حسون كريم، ناشر: مؤسسة النشر ال إسلامي التابعة لجماعة المدرسين بقم المشرفة،
الطبعة الاولى 1416)

اہل سنت کے علماء نے بھی مختار کی ولادت کو ہجرت کے پہلے ہی سال قرار دیا ہے۔

ابن کثیر نے اپنی دو کتابوں میں ذکر کیا ہے کہ

ومن ولد فی هذه السنة المباركة، وهی الاولی من الهجرة، عبدالله بن الزبیر، فكان أول مولود ولد فی الاسلام بعد الهجرة، كما رواه البخاری عن أمه أسماء وخالته عائشة أم المؤمنین ابنتی الصدیق رضی الله عنهما. ومن الناس من یقول: ولد النعمان بن بشیر قبله بستة أشهر،....

ومن الناس من یقول إنهما ولدا فی السنة الثانیة من الهجرة. والظاهر الاول، كما قدمنا بیانه،....

قال ابن جریر: وقد قیل إن المختار بن أبی عبید وزیاد بن سمیة ولدا فی هذه السنة الاولی فالله أعلم.

ان میں سے کہ جو ہجرت کے پہلے سال دنیا میں آئے، عبد اللہ ابن زبیر، جیسا کہ بخاری نے اسکی ماں اسماء اور خالہ عائشہ سے نقل کیا ہے کہ اسلام میں ہجرت کے بعد سب سے پہلا بچہ جو دنیا میں آیا تھا، وہ عبد اللہ ابن زبیر تھا۔

بعض نے کہا ہے کہ:

نعمان ابن بشیر 6 ماہ، عبد اللہ ابن زبیر سے پہلے دنیا میں آیا تھا،

اور بعض نے کہا ہے کہ: عبد اللہ اور نعمان ہجرت کے دوسرے سال دنیا میں آئے تھے، لیکن ظاہرا پہلا قول صحیح ہے۔

ابن جریر نے کہا ہے کہ کہا گیا ہے کہ:

مختار ابن ابی عبید اور زیاد ابن سمیہ ہجرت کے پہلے سال پیدا ہوئے تھے۔

(ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء إسماعیل بن عمر القرشی (متوفی 774ھ)
السیرة النبویة، ج2، ص340، طبق برنامہ الجامع الکبیر.)

ابن اثیر جزری نے بھی کتاب الکامل فی التاریخ میں ہجرت کے پہلے سال کے حوادث میں عبداللہ ابن زبیر کی ولادت کو ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ

وقیل إن المختار بن أبی عبید وزیاد بن أبیه ولدا فیها.

کہا گیا ہے کہ مختار ابن ابی عبید اور زیاد ابن سمیہ ہجرت کے پہلے سال دنیا میں آئے تھے۔

(ابن أثیر الجزری، عز الدین بن الأثیر أبی الحسن علی بن محمد (متوفی 630ھ) الکامل فی التاریخ، ج2، ص9-10، تحقیق عبد اللہ القاضی، ناشر: دار الکتب العلمیة - بیروت، الطبعة الثانیة، 1415ھ.)

صفات اخلاقی مختار ابن ابی عبید

مختار کے خاندانی حسب ونسب کو نظر میں رکھتے ہوئے،

مختار میں حامی ولایت، دیندار، شجاعت، سخاوت، ایثار، فداکاری، بلند ہمتی، صادق، امین اور جنگ میں خاص مہارت رکھنے جیسی اعلی صفات پائی جاتی تھیں۔

ابن نمای حلی نے مختارؒ
کی صفات کے بارے میں لکھا ہے کہ

فَنَشَأَ مِقْدَاماً شُجَاعاً لَا یَتَّقِی شَیْئاً وَتَعَاطَی مَعَالِیَ الْأُمُورِ وَکَانَ ذَا عَقْلٍ وَافِرٍ وَجَوَابٍ حَاضِرٍ وَخِلَالٍ مَأْثُورَةٍ وَنَفْسٍ بِالسَّخَاءِ مَوْفُورَةٍ وَفِطْرَةٍ تُدْرِكُ الْأَشْیَاءَ بِفَرَاسَتِهَا وَهِمَّةٍ تَعْلُو عَلَی الْفَرَاقِدِ بِنَفَاسَتِهَا وَحَدْسٍ مُصِیبٍ وَکَفٍّ فِی الْحُرُوبِ مُجِیبٍ وَمَارَسَ التَّجَارِبَ فَحَنَّکَتْهُ وَلَابَسَ الْخُطُوبَ فَهَذَّبَتْهُ.

مختار نے اس حال میں پرورش پائی کہ وہ بہت بہادر اور نڈر انسان تھا، وہ اپنی بلند ہمتی کے ساتھ ہمیشہ بلند ہمت کام انجام دیتا تھا، وہ عقلمند اور حاضر جواب تھا، سخاوت اور صداقت میں بے مثال تھا، اپنی ذہانت اور دوراندیشی سے کاموں کو سمجھ لیا کرتا تھا، وہ آئندہ واقع ہونے والے کسی بھی کام کے اندازہ لگانے اور جنگ کرنے میں بہت طاقتور تھا۔

(ابن نما الحلی، جعفر بن محمد بن جعفر بن ہبۃ اللہ (متوفی 645ھ)، ذوب النضار فی شرح الثار، ص 61، تحقیق: فارس حسون کریم، ناشر: مؤسسۃ النشر ال إسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین بقم المشرفۃ، الطبعۃ الاولی 1416)

ابن نما کے کلام کی تصدیق کرنے کے لیے امیر مؤمنین علیہ السلام کا فرمان ہی کافی ہے کہ جب مولا نے مختار کو اس کے بچپن کے زمانے میں اپنے زانو پر بیٹھایا اور کہا: اے ذہین، اے ذہین۔

کشّی نے اپنی علم رجال کی کتاب میں نقل کیا ہے کہ

جبرئیل بن أحمد قال حدثنی العنبری قال حدثنی علی بن أسباط عن عبد الرحمن بن حماد عن علی بن حزور عن الأصبغ قَالَ: رَأَيْتُ الْمُخْتَارَ عَلَى فَخِذِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَهُوَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ وَيَقُولُ: يَا كَيِّسُ يَا كَيِّسُ.

اصبغ ابن نباتہ نے نقل کیا ہے کہ:

میں نے مختار کو دیکھا کہ وہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے زانو پر بیٹھا ہوا تھا اور مولا امیر اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیر رہے تھے اور ساتھ ساتھ اس سے فرما رہے تھے کہ اے ذہین اے ذہین۔

(الطوسی، الشیخ الطائفۃ أبی جعفر، محمد بن الحسن بن علی بن الحسین (متوفی 460ھ)، اختیار معرفۃ الرجال المعروف برجال الکشی، ج1، ص341، رقم 201، تصحیح وتعلیق: المعلم الثالث میر داماد الاسترابادی، تحقیق: السید مہدی الرجائی، ناشر: مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام، قم، تاریخ الطبع: 1404ھ)

اہل فارس کے ساتھ جنگ میں مختار کے والد کے دنیا سے جانے کے بعد، مختار اپنے چچا کی زیر کفالت پروان چڑھا اور اس نے بہت سی اخلاقی اور انسانی صفات کو اپنے چچا سے ہی سیکھا تھا۔ اس کا چچا امیر المؤمنین علی علیہ السلام کا بہت اچھا محب اور پیروکار تھا۔

اہل سنت کے اقوال کے برخلاف، مختار بچپن سے ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت علیہا السلام کا عاشق و دلدادہ تھا اور معاویہ (لع) کے زمانے میں اہل بیت کے فضائل کی ترویج اور تبلیغ کے لیے بہت کام کیا کرتا تھا۔

ابن نما حلی نے لکھا ہے کہ

ثم جعل يتكلم بفضل آل محمد وينشر مناقب علي والحسن والحسين عليهم السلام ويسير ذلك ويقول إنهم أحق بالأمر من كل أحد بعد رسول الله ويتوجع لهم مما نزل بهم.

پھر مختار نے آل محمد علیہم السلام کی فضیلت کے بارے میں کلام کیا اور لوگوں کے درمیان حضرت علی، امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کے فضائل اور مناقب پھیلایا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد انکے اہل بیت علیہم السلام ہی مقام خلافت کے لیے سب سے زیادہ مناسب ہیں۔

(ابن نما الحلي، جعفر بن محمد بن جعفر بن هبة الله (متوفی 645ھ)، ذوب النضار في شرح الثار، ص 61، تحقيق: فارس حسون كريم، ناشر: مؤسسة النشر ال إسلامي التابعة لجماعة المدرسين بقم المشرفة، الطبعة الاولى 1416)

نتیجہ: مختار ایک ایسے خاندان میں دنیا میں آیا تھا کہ جو اسلام لانے سے پہلے قبیلہ ثقیف کا بزرگ خاندان شمار ہوتا تھا اور اسلام لانے کے بعد بھی مختار کا دیندار اور شجاع دادا اس قبیلے کا بزرگ تھا کہ جس نے اسلام کی ترقی کے لیے بہت کوششیں کیں تھیں اور اس خاندان کے بہت سے افراد مرتے دم تک اسلام اور اہل بیت علیہم السلام کی حمایت کرنے میں ثابت قدم رہے۔

خود مختار نے بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے امام حسین علیہ السلام، انکے اہل و عیال اور اصحاب کے مقدس و مظلوم خون کا بدلہ لینے کے لیے بہت سے ظالم افراد سے جنگ اور مقابلہ کیا اور بہت ہی کم مدت میں اس نے امام حسین علیہ السلام اور انکے اصحاب کے قاتلوں سے بدلہ لے لیا اور انکو انکے مظالم کے انجام تک پہنچا دیا، اور آخر میں خود یہ عظیم محب اہل بیت، امیر المومنین علی علیہ السلام کے دشمنوں میں سے ایک ناصبی دشمن کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔

فصل اول

اہل سنت کا مختار کی تائید اور تصدیق کرنا

وہابی ناصبیوں نے مختار کی، دشمن اہل بیت عبد اللہ ابن زبیر سے جنگ اور دشمنی کرنے کیوجہ سے، اسکو ایک جھوٹا، مدعی نبوت اور اپنے اوپر وحی کے نازل ہونے کا دعوی کرنے والا انسان کہا ہے۔ اسی بارے میں ابن تیمیہ، ابن کثیر اور انکے ہمفکروں کے اقوال کو فصل دوم میں ذکر کیا جائے گا۔ وہابی ناصبیوں نے مختار کے بارے میں ایسی غلط اور جھوٹی باتیں کیں ہیں کہ جو اہل سنت کے عقائد سے تضاد رکھتی ہیں، اسی لیے علمائے اہل سنت نے اس بارے وہابیوں کی باتوں کو کلی طور پر ردّ کیا ہے یا انکے اقوال کی تاویل و توجیہ ذکر کی ہے۔

جو کچھ ابن تیمیہ ناصبی اور اسکے ناصبی پیرکاروں نے مختار کے بارے میں ذکر کیا ہے، وہ اہل سنت کے قطعی اعتقادات کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا، کیونکہ بعد میں ہم ثابت کریں گے کہ اہل سنت کے مطابق مختار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اصحاب میں سے ہے اور اس لیے کہ اہل سنت کے نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے تمام صحابہ عادل، اولیاء اللہ اور ہر طرح کے عیب و نقص سے پاک ہیں، اسی لیے ابن تیمیہ وغیرہ کی مختار پر جھوٹی تہمتیں، اہل سنت کے عقیدے کے برخلاف ہیں۔

اسکے علاوہ اس فصل میں اہل سنت کی کتب سے بیان کریں گے کہ صحابہ نے مختار کی سالاری میں جنگوں میں شرکت کی، صحابہ مختار کی اقتداء میں نماز ادا کرتے اور اسکی طرف سے دیئے گے ہدایا کو قبول کیا کرتے تھے۔

اب یہاں یہ سوال خود بخود وجود میں آتا ہے کہ مختار کے صحابی ثابت ہونے کے بعد اور اہل سنت کے نزدیک صحابہ کے عظیم و بلند مرتبے پر فائز ہونے کے بعد، کیا پھر بھی مختار پر وہابیوں کی غلط تہمتوں کی جگہ باقی رہ جاتی ہے؟

اب سب سے پہلے اہل سنت کی کتب سے مختار کے صحابی ہونے پر دلائل کو ذکر کیا جائے گا اور بعد میں دوسرے موارد کو بیان کیا جائے گا۔

صحابہ کا مختارؒ کے پرچم تلے جہاد کرنا

مختار کے صحابی ہونے کے علاوہ اور اہل سنت کے نزدیک تمام صحابہ کے تمام نقص و عیب سے پاک ہونے کے علاوہ، بعض صحابہ مختار کے لشکر میں تھے اور حتی بعض صحابہ لشکر مختار میں علمدار بھی تھے۔

ابوالطفیل، صحابی اور مختار کا علمدار تھا

ابوالطفیل کنانی جو کہ صحابی اور لشکر مختار کا پرچم دار تھا۔ ابتداء میں ابوطفیل کے لشکر مختار کے علمدار ہونے کے بارے میں اہل سنت کے بزرگان کے کلام کو ذکر کرتے ہیں اور پھر اسکے صحابی ہونے کو ثابت کیا جائے گا:

ابن قتیبہ نے ابوطفیل کے صحابی ہونے کا اعتراف کرنے کے بعد لکھا ہے کہ

أبو الطفيل الكناني رضى الله عنه هو أبو الطفيل عامر بن وائلة رأى النبى و كان آخر من رآه موتا و مات بعد سنة مائة وشهد مع على المشاهد كلها و كان مع المختار صاحب رأيته...

ابوالطفیل کنانی وہی ابوالطفیل عامر ابن واثلہ ہے کہ جس نے رسول خدا کو دیکھا تھا اور وہ آخری صحابی تھا کہ جو دنیا سے گیا تھا، وہ سن 100 ہجری میں فوت ہوا تھا اور اس نے تمام جنگوں میں شرکت کی تھی اور وہ لشکر مختار کا علمدار تھا۔

(ابن قتيبة، أبو محمد عبد الله بن مسلم متوفی 276ھ)، المعارف، ج1 ص99،
تحقيق: دكتور ثروت عكاشة دار النشر: دار المعارف - القاهرة، طبق برنامه الجامع الكبير.)

ابن کثیر دمشقی نے بھی کہا ہے کہ

ويقال أنه كان حامل رأيته.

کہا گیا ہے کہ ابوالطفیل لشکر مختار کے پرچم کا حمل کرنے والا تھا۔

(ابن كثير الدمشقي، ابو الفداء إسماعيل بن عمر القرشي (متوفی 774ھ)، البداية والنهاية، ج9 ص190،
ناشر: مكتبة المعارف بيروت.)

عبدالقادر بغدادی نے کہا ہے کہ

وكان من وجوه شيعته وله منه محلٌّ خاص يستغني بشهرته عن ذكره. ثم خرج طالباً بدم الحسين رضي الله عنه مع المختار بن أبي عبيد وكان معه حتّى قتل المختار.

ابوالطفیل بزرگان شیعیان علی میں سے تھا، اسکو علی علیہ السلام کے نزدیک ایک خاص منزلت حاصل تھی۔ ابوطفیل نے حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینے کے لیے مختار کے ساتھ

خروج کیا اور وہ مختار کے قتل ہونے تک، اسی کے ساتھ تھا۔

(البغدادی، عبد القادر بن عمر (متوفی 1093 ه) خزانة الأدب ولب لباب لسان العرب، ج 4، ص 39، تحقیق: محمد نبیل طریفی/ امیل بدیع الیعقوب، دار النشر: دار الکتب العلمیة بیروت، الطبعة: الأولی، 1998م،)

اہل سنت کے علماء نے جنگوں میں علمداری کے عہدے کو ایک اہم منصب شمار کیا ہے اور اسی کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ابو طفیل لشکر مختار کا علمدار تھا اور مختار کی جنگوں میں یہ ایک اہم ترین منصب تھا۔

ابو طفیل کے لشکر مختار کے علمدار اور قیام مختار میں شریک ہونے کے ثابت کرنے کے بعد اب اہل سنت کے علماء کے اقوال کو ذکر کرتے ہیں کہ جن میں بیان ہوا ہے کہ ابو طفیل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صحابی تھا:

اہل سنت کے بہت ہی مشہور و معروف عالم حاکم نیشاپوری نے کتاب معرفة علوم الحدیث میں ابو طفیل کے صحابی ہونے کو اس طرح سے بیان کیا ہے:

الطبقة الثانية عشرة صبيان وأطفال رأوا رسول الله صلى يوم الفتح وفى حجة الوداع وغيرها وعدادهم فى الصحابة... ومنهم أبو الطفيل عامر بن واثلة وأبو جحيفة وهب بن عبد الله فإنهما رأيا النبى فى الطواف وعند زمزم وقد صحت الرواية عن رسول الله أنه قال: لا هجرة بعد الفتح وإنما هو جهاد ونية.

بارواں طبقہ (اصحاب کا) وہ بچے ہیں کہ جہنوں نے فتح مکہ اور حجۃ الوداع کے دن رسول خدا کو دیکھا تھا، اسی وجہ سے انکو اصحاب کے ساتھ شمار کیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک ابو الطفیل عامر ابن واثلہ اور ابو جحیفہ وہب ابن عبد اللہ ہیں کہ انھوں نے زمزم کے کنویں کے نزدیک طواف کرتے وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح روایت میں فرمایا ہے کہ:

فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہوگئی ہے اور بے شک فتح مکہ جہاد اور نیت ہے۔

(الحاکم النیسابوری، أبو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ (متوفی 405ھ)، معرفۃ علو الحدیث، ج1، ص24، تحقیق: السید معظم حسین، الناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعۃ: الثانیۃ، 1397ھ-1977م)

ابو نعیم اصفہانی نے بھی لکھا ہے کہ

عامر بن واثلة البكري: يكنى أبا الطفيل وهو عامر بن واثلة بن عبد الله بن حميس بن جدي بن سعد بن ليث... مولده عام أحد أدرك من زمان النبي ثمان سنين... آخر من مات من الصحابة...

عامر ابن واثلہ بکری کہ اسکی کنیت ابو طفیل ہے..................... وہ جنگ احد والے سال پیدا ہوا تھا اور وہ 8 سال تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں موجود تھا۔ وہ آخری صحابی تھا کہ جو دنیا سے رخصت ہوا تھا۔

(الأصبهاني، لأبي نعيم (متوفی 430ھ)، معرفۃ الصحابۃ، ج4، ص2067،
دار النشر: طبق برنامہ الجامع الکبیر.)

ابراہیم شیرازی نے
کتاب الطبقات الفقہاء میں لکھا ہے کہ

وكان أبو الطفيل عامر بن وائلة رأى النبى آخر من رآه موتا مات بعد سنة مائة وكان صاحب راية المختار.

ابوالطفیل عامر ابن واثلہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا اور وہ آخری صحابی تھا کہ جو سن 100 ہجری کے بعد والے سال میں دنیا سے گیا تھا اور وہ لشکر مختار کا علمدار تھا۔

(الشيرازي الشافعي، ابو إسحاق إبراهيم بن علي بن يوسف (متوفى 476ه)، طبقات الفقهاء، ج 1، ص 34، تحقيق: خليل الميس، ناشر: دار القلم - بيروت.)

نووی شافعی نے اہل سنت کے سب علماء کے اتفاق کو نقل کیا ہے کہ ان سب نے کہا ہے کہ دنیا سے جانے والا آخری صحابی ابوطفیل تھا:

وآخرهم وفاة أبو الطفيل عامر بن واثلة رضى الله عنه توفى سنة مائة من الهجرة باتفاق العلماء واتفقوا على انه آخر الصحابة رضى الله عنهم وفاة.

ابوالطفیل فوت ہونے والا آخری صحابی تھا۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سن 100 ہجری میں فوت ہوا تھا اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ وہ سب صحابہ کے آخر میں فوت ہوا تھا۔

(النووي الشافعي، محيي الدين أبو زكريا يحيى بن شرف بن مر بن جمعة بن حزام (متوفى 676ه)،

تہذیب الأسماء واللغات، ج1،ص44،تحقیق: مکتب البحوث والدراسات،
ناشر: دارالفکر۔ بیروت، الطبعة: الأولى،1996م.)

مقالے کے طوالانی ہونے کی وجہ سے ابوطفیل کے صحابی ثابت کرنے کے لیے اہل سنت کے علماء کے اتنے ہی اقوال کافی ہیں۔ جیسا کا پہلے ذکر کیا گیا کہ اہل سنت کے نزدیک ہر صحابی عادل اور ہر قسم کے عیب و نقص سے پاک ہوتا ہے۔

اب ابوطفیل بھی جب صحابی ہے تو وہ بھی عادل اور ہر عیب و نقص سے پاک ہوگا، اور اسی ابوطفیل نے مختار کے قیام میں بھی شرکت کی تھی، بلکہ یہ لشکر مختار کا علمدار تھا، پس اس سے واضح اور معلوم ہوتا ہے کہ مختار ایک شریف، اپنی نبوت اور وحی کے نازل ہونے کا دعوی کرنے اور اس جیسی تہمتوں سے پاک انسان ہے۔

ابن عبدالبر مالکی نے ابوالطفیل ایک فاضل اور عاقل انسان قرار دیا ہے

وقد ذكره ابن أبي خيثمة في شعراء الصحابة وكان فاضلا عاقلا حاضر الجواب فصيحا وكان متشيعا في علي ويفضله.

(ابن عبدالبر النمری القرطبی المالکی، ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر (متوفی463ھ)،
الاستیعاب فی معرفة الأصحاب، ج4،ص1697،
تحقیق: علی محمد البجاوی، ناشر: دارالجیل ـ بیروت، الطبعة: الأولى،1412ھ.)

ابوعبداللہ الجدلی، مختار کی پولیس کا نگران تھا

ابن حجر نے کتاب تہذیب التہذیب میں اسکے بارے میں لکھا ہے کہ

أبو عبد الله الجدلی الكوفی اسمه عبد بن عبد... وقال النسائی فی الكنی ثنا یعقوب بن سفیان ثنا آدم ثنا شعبة ثنا الحكم بن عتیبة سمعت أبا عبد الله الجدلی و كان المختار یستخلفه انتهی. قلت كان بن الزبیر قد دعا محمد بن الحنفیة إلی بیعته فأبی فحصره فی الشعب وأخافه هو ومن معه مدة فبلغ ذلك المختار بن أبی عبید وهو علی الكوفة فأرسل إلیه جیشا مع أبی عبد الله الجدلی إلی مكة فاخرجوا محمد بن الحنفیة من محبسه و كفهم محمد عن القتال فی الحرم فمن هنا أخذوا علی أبی عبد الله الجدلی وعلی أبی الطفیل أیضا لأنه كان فی ذلك الجیش ولا یقدح ذلك فیهما إن شاء الله تعالی.

ابوعبداللہ الجلی اہل کوفہ اور اسکا نام عبد ابن عبد ہے...
نسائی نے کتاب کنی میں کہا ہے کہ: میں نے اس بات کو ابوعبداللہ جدلی سے سنا ہے کہ جسکو مختار اپنا جانشین قرار دیا کرتا تھا۔
ابن زبیر نے محمد حنفیہ کو بیعت کرنے کے لیے اپنے پاس بلایا، لیکن اس نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا، اور اسی وجہ سے اس نے محمد حنفیہ کو شعب میں قید کر دیا اور تھوڑے

عرصے تک وہ محمد حنفیہ اور اسکے ساتھیوں کو ڈراتا رہا۔ یہ خبر حاکم کوفہ مختار تک پہنچی، اس پر مختار نے ابوعبداللہ جدلی کی سالاری میں ایک لشکر کو مکہ روانہ کیا اور انھوں نے محمد حنفیہ کو قید سے باہر نکالا اور محمد حنفیہ نے انکو حرم امن الہی میں جنگ کرنے سے منع کیا، اسی وجہ سے وہ ابوعبداللہ جدلی اور ابوالطفیل پر اعتراض کرتے ہیں، کیونکہ وہ بھی اسی لشکر میں تھا۔

(العسقلاني الشافعي، أحمد بن علي بن حجر ابوالفضل (متوفى852ه)، تهذيب التهذيب، ج12، ص165، ش705، ناشر: دار الفكر - بيروت، الطبعة: الأولى، 1404 - 1984 م.)

کتاب الاصابۃ

میں اسکے نام کو صحابہ میں ذکر کیا گیا ہے

10326 أبو عبد الله الجدلي اسمه عبد بن عبد ذكره بن الكلبي.

ابوعبداللہ جدلی، کہ اسکا نام عبد بن عبد ہے۔

(العسقلاني الشافعي، أحمد بن علي بن حجر ابوالفضل (متوفى852ه)، الإصابة في تمييز الصحابة، ج7، ص298، تحقيق: علي محمد البجاوي، ناشر: دار الجيل - بيروت، الطبعة: الأولى، 1412ه - 1992 م.)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی مرتضی علیہ السلام کے اصحاب کی ضمانت پر مختار کا زندان سے رہا ہونا

بعض صحابہ کے لشکر مختار کے علمدار اور بعض صحابہ کے مختار کی پولیس کے نگران ہونے کے علاوہ، بعض صحابہ نے مختار کے ابن زبیر کے زندان سے رہا ہونے کے لیے اسکی ضمانت بھی دی تھی۔

وضاحت: ابن زبیر کے عاملوں کے ذریعے سے مختار جب کوفہ میں دوسری مرتبہ زندان میں ڈالا گیا تو رسول خدا کے صحابی عبداللہ ابن عمر کی ضمانت پر وہ زندان سے رہا ہو گیا، لیکن عبداللہ ابن یزید اور ابراہیم ابن محمد، اسکے باوجود کہ عبداللہ ابن عمر نے انکو مختار کی رہائی سلسلے میں خط بھی لکھا تھا، لیکن پھر بھی ان دونوں نے رسول خدا کے بعض صحابہ اور حضرت امیر کے شیعیان سے مختار کی رہائی کے لیے ضمانت مانگی اور انھوں نے بھی مختار کی ضمانت دیدی۔

عالم اہل سنت بلاذری نے
کتاب انساب الاشراف میں لکھا ہے کہ

فكتب ابن عمر إليهما:

" أما بعد فقد علمتما الذي بيني وبين المختار بن أبي عبيد من الصهر، وما أنا عليه لكما من الود فأقسمت عليكما بما بيني وبينكما لما خليتما سبيله ". فلما أتى الكتاب عبد الله بن يزيد، وإبراهيم بن محمد دعوا المختار وقالوا: هات بكفلاء يضمونك فضمنه زائدة بن قدامة الثقفي، وعبد الرحمن بن أبي عمير الثقفي، والسائب بن مالك الأشعري وقيس بن طهفة النهدي، وعبد الله بن كامل الشاكري من همدان، ويزيد بن أنس الأسدي، وأحمر بن شميط البجلي ثم الأحمسي، وعبد الله بن شداد الجشمي ورفاعة بن شداد البجلي، وسليم بن يزيد الكندي ثم الجوني، وسعيد بن منقذ

الهمذانی ثم الثوری أخو حبیب بن منقذ، ومسافر بن سعید بن عمران الناعطی وسعر بن أبی سعر الحنفی.

ابن عمر نے عبداللہ ابن یزید اور ابراہیم ابن محمد (عاملان ابن زبیر در کوفہ) کو لکھا کہ:

تم لوگ میری مختار ابن ابی عبید کے ساتھ رشتے داری کو جانتے ہو، میں اسکی بہن کا شوہر ہوں، پس تم کو اپنی اور میری دوستی کی قسم ہے کہ مختار کو زندان سے آزاد کر دو۔

جب ابن عمر کا خط انکو ملا تو انھوں نے مختار کو اپنے پاس بلایا اور اس سے کہا کہ:

اپنے ضامن لاؤ کہ جو تمہاری رہائی کے لیے ضمانت دیں، پس زائدہ ابن قدامہ، عبد الرحمن ابن ابی عمیر، سائب ابن مالک اشعری، قیس ابن طہفۃ، عبداللہ ابن کامل، یزید ابن انس، احمر ابن شمیط، عبداللہ ابن شداد، رفاعۃ ابن شداد، سلیم ابن یزید کندی، وغیرہ وغیرہ نے اسکی ضمانت دی۔

(البلاذری، أحمد بن یحیی بن جابر (متوفی 279ھ)، أنساب الأشراف، ج2، ص350، طبق برنامہ الجامع الکبیر.)

عاملان مختار، امیر المومنین علی علیہ السلام کے مخلص شیعہ تھے

مختار کے بعض عاملان کا صحابی ہونے کے علاوہ، اسکے بعض عامل امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے مخلص شیعہ اور تحریک توّابین کے بعض بزرگان بھی تھے۔ تحریک توّابین کے ان بزرگان نے عین الوردہ کی جنگ میں شکست کھانے کے بعد، مختار کی بیعت کی اور مرتے دم تک اپنی اس بیعت پر ثابت قدم رہے۔

طبری نے ابومخنف کی نقل کے مطابق، انکے ناموں کوذکر کیا ہے

قال [ابو مخنف] ولما نزل المختار داره عند خروجه من السجن اختلف إليه الشيعة واجتمعت عليه واتفق رأيها على الرضا به وكان الذى يبايع له الناس وهو فى السجن خمسة نفر السائب بن مالك الأشعرى ويزيد بن أنس وأحمر بن شميط ورفاعة بن شداد الفتيانى وعبدالله بن شداد الجشمى.

ابومخنف نے کہا ہے کہ: مختار جب زندان سے آزاد ہوگیا تو وہ اپنے گھر آیا۔کوفہ کے شیعہ اسکے پاس آئے اورسب نے مختار کی رائے پر اتفاق کرلیا۔

مختار ایسا شخص تھا کہ جب وہ زندان میں تھا تو پانچ بندوں نے اسکی بیعت کر لی تھی، وہ بندے سائب ابن مالک اشعری، یزید ابن انس، احمر ابن شمیط، رفاعہ ابن شداد فتیانی اور عبداللہ ابن شداد جشمی تھے۔

(الطبری، أبوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب (متوفی 310)، تاریخ الطبری، ج3، ص434، ناشر: دار الکتب العلمیة - بیروت.)

سائب ابن مالک

سائب ابن مالک نے مختار کی بیعت کی تھی اور وہ شیعیان علی میں سے تھا۔ جب ابن زبیر کی طرف سے ابن مطیع کوفے کا حاکم بن کر آیا تو اس نے خطبہ دیتے ہوئے کہا:

مجھے ابن زبیر نے حکم دیا ہے کہ میں تم لوگوں کے درمیان سیرت شیخین (ابوبکر وعمر) اور

سیرت عثمان کے مطابق عمل کروں۔

یہ سن کر سائب ابن مالک کھڑا ہوا اور کہا:

فقال: لا نرضى إلا بسيرة علي بن أبي طالب التي سار بها في بلادنا ولا نريد سيرة عثمان وتكلم فيه ولا سيرة عمر وان كان لا يريد للناس إلا خيرا وصدقه على ما قال بعض أمراء الشيعة فسكت الأمير وقال إني سأسير فيكم بما تحبون من ذلك وجاء صاحب الشرطة وهو إياس بن مضارب البجلي إلى ابن مطيع فقال: إن هذا الذي يرد عليك من رؤس أصحاب المختار ولست آمن من المختار فابعث إليه فاردده إلى السجن.

ہم علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی وہ سیرت کہ جو ہمارے شہروں میں رائج تھی، اسی پر ہی ہم راضی ہیں، اور اگر تم لوگوں سے نیک سلوک کرنا چاہتے ہو تو عثمان اور عمر کی سیرت کے بارے میں بات نہ کرو۔

اسکی اس بات کی بعض شیعہ بزرگان نے بھی تصدیق کی اور اس پر ابن مطیع خاموش ہو گیا اور کہا:

جس سیرت کو تم پسند کرتے ہو، میں بھی اسی کے مطابق تمہارے ساتھ عمل کروں گا۔

اسی جگہ پر لشکر کے سالار ایاس ابن مضارب نے ابن مطیع سے کہا:

یہ جو تم پر اعتراض کر رہا ہے، یہ مختار کے دوستوں میں سے ہے اور مجھے مختار پر کوئی اعتماد نہیں ہے، لہٰذا کسی کو مختار کے پیچھے بھیجو تا کہ وہ اسے دوبارہ زندان میں لا کر ڈال دے۔

(ابن کثیر الدمشقی، ابوالفداء اسماعیل بن عمر القرشی (متوفی 774ھ)، البداية والنهاية، ج8، ص265، ناشر: مكتبة المعارف بيروت.)

احمد اندلسی نے کتاب العقد الفرید میں بھی سائب ابن مالک کے بارے میں لکھا ہے کہ

ومن أشراف الأشعريين أبو موسى الأشعري عبد الله بن قيس، صاحب النبي .... ومنهم السائب بن مالك، كان على شرطة المختار وهو الذي قَوىّ أمره.

اشعریوں کے بزرگان میں سے ابوموسی اشعری عبد اللہ ابن قیس صحابی رسول خدا ہے۔۔۔اوراشعریوں میں سے ایک سائب ابن مالک ہے کہ جومختار کی پولیس کا مدیر تھا اوراسی نے ہی مختار کی حکومت کوتقویت بخشی تھی۔

(الأندلسی، احمد بن محمد بن عبدربہ (متوفی 328ھ)، العقد الفرید، ج3، ص366،
ناشر: دار إحياء التراث العربي - بیروت/لبنان، الطبعة: الثالثة، 1420ھ-1999م.)

قابل ذکر ہے کہ شیعہ علمائے علم رجال جیسے نجاشی اور شیخ طوسی نے بھی سائب کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے شمار کیا ہے

وكان السائب بن مالك وفد إلى النبي صلى الله عليه وآله وأسلم، وهاجر إلى الكوفة، وأقام بها.

سائب ابن مالک رسول خدا کے پاس آیا اور اسلام لے آیا اور ہجرت کر کے کوفہ چلا گیا اور وہاں ہی رہنے لگا۔

(النجاشي الأسدي الکوفي، ابوالعباس أحمد بن علي بن أحمد بن العباس (متوفی 450ه)،
فهرست أسماء مصنفي الشیعة المشتهر رجال النجاشي، ص82، تحقیق: السید موسی الشبیري الزنجاني،
ناشر: مؤسسة النشر الاسلامي قم، الطبعة: الخامسة، 1416ه.
الطوسي، الشیخ ابوجعفر، محمد بن الحسن بن علي بن الحسن (متوفی 460ه)، الفهرست، ص68،
تحقیق: الشیخ جواد القیومي، ناشر: مؤسسة نشر الفقاهة، چاپخانه: مؤسسة النشر الإسلامي،
الطبعة الأولی 1417)

اسی سائب ابن مالک کو اہل سنت کے علمائے علم رجال نے فرد موثق وقابل اعتماد قرار دیا ہے

وسألته عن السائب بن مالك فقال ثقة.

عثمان دارمی نے کہا ہے کہ: میں نے یحیي ابن معین سے سائب ابن مالک کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: وہ ثقہ وقابل اطمینان ہے۔

(یحیي بن معین أبوزکریا (متوفی 233ه)، تاریخ ابن معین (روایة عثمان الدارمي)، ج1، ص115،
تحقیق: د. أحمد محمد نور سیف، دار النشر: دار المأمون للتراث - دمشق - 1400)

ابن حبان نے بھی اسکو کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے، (یعنی ثقہ ہے تو اس کتاب میں ذکر کیا ہے)

سائب بن مالك والد عطاء بن السائب... حدثنا عبد الرحمن يعقوب بن إسحاق الهروي فيما كتب إلى قال نا عثمان بن سعيد قال سألت يحيى بن معين عن السائب بن مالك فقال ثقة.

سائب ابن مالک، عطاء ابن السائب کا باپ ہے۔۔۔ عثمان ابن سعید نے کہا ہے کہ:

میں نے یحیی ابن معین سے سائب ابن مالک کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا:
وہ ثقہ ہے۔

(ابن أبي حاتم الرازي التميمي، ابومحمد عبدالرحمن بن أبي حاتم محمد بن إدريس (متوفی 327ھ)، الجرح والتعديل، ج4، ص242، ناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الأولى، 1271ھ 1952م.)

مزّی نے کتاب تہذیب الکمال میں لکھا ہے کہ

بخ 4: السائب بن مالك،.... قال أحمد بن عَبد الله العِجلِيّ: كوفي، تابعي، ثقة. وذكره ابنُ حِبَّان في كتاب "الثقات.

احمد ابن عبداللہ عجلی نے کہا ہے کہ: سائب اہل کوفہ، تابعی اور ثقہ ہے اور ابن حبان نے اسکو اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

(المزي، ابوالحجاج يوسف بن الزكي عبدالرحمن (متوفی 742ھ)، تهذيب الكمال، ج1، ص192، تحقيق: د. بشار عواد معروف، ناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت، الطبعة: الأولى، 1400ھ 1980م.)

رفاعۃ ابن شداد

رفاعہ ابن شداد وہ ہے کہ جس نے کوفہ سے امام حسین علیہ السلام کو کوفہ آنے کی دعوت دینے کے لیے خط لکھا تھا۔ وہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے خاص شیعوں میں سے تھا کہ جس نے واقعہ عاشورا کے بعد سلیمان ابن صرد خزاعی اور اسکے ساتھیوں (گروہ توابین) کے ساتھ مل کر ابن زیاد سے جنگ کی تھی۔

توابین کی شکست جناب مختار ثقفی

کے بارے میں چار سوالات کے جوابات

سوال اول

کیا مختار ایک عالم تھا یا ایک بہادر جنگجو اور محب اہل بیت تھا؟ کیا وہ علم کے اس مرتبے پر فائز تھا کہ اپنی طرف سے فتوا صادر کر سکے؟

جواب مختار کے شجاع، ماہر جنگجو ہونے اور اسکے اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرنے کے بارے میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے اور شیعہ علماء نے بھی مختار کے بارے میں اس بات کو ذکر کیا ہے اور شیعہ کتب میں اسکی مدح وتعریف میں روایات ذکر ہوئی ہیں اور بعض روایات میں واضح طور پر اسکو برا بھلا کہنے سے منع کیا گیا ہے۔

بعض روایات میں نقل ہوا ہے کہ وہ روایات کو امیر المومنین علی علیہ السلام کے بیٹے محمد ابن حنفیہ سے لیا کرتا تھا۔

ابن نمای حلی نے اس بارے میں لکھا ہے کہ:

وولى علي عليه السلام عمه على المدائن عاملا والمختار معه، فلما ولى المغيرة بن شعبة الكوفة من قبل معاوية -لعنه الله- رحل المختار إلى المدينة ، وكان يجالس محمد بن الحنفية ويأخذ عنه الأحاديث.

علی علیہ السلام نے مدائن میں مختار کے چچا کو اپنے والی وحاکم کے طور پر بھیجا اور مختار بھی اسکے ساتھ تھا، جب مغیرہ ابن شعبہ، معاویہ کی جانب سے کوفہ کا حاکم بنا تو مختار مدینہ چلا گیا اور وہ محمد ابن حنفیہ کے پاس آتا جاتا تھا اور وہ اس سے احادیث کو پڑھا اور لیا کرتا تھا۔

(ابن نما الحلی ،جعفر بن محمد بن جعفر بن ہبۃ اللہ (متوفی 645ھ)،
ذوب النضار فی شرح الثار،ص67،الطبعۃ الاولی 1416)

عالم علم رجال جناب نمازی شاہرودی نے مختار کو اپنے زمانے کا ایک فصیح و بلیغ شخص قرار دیا ہے اور اس نے اپنی کتاب میں اس سے خطبے اور بعض کلمات کو ذکر کیا ہے کہ جو ظاہر کرتے ہیں کہ مختار ایک فصیح و بلیغ انسان تھا:

ومن الفصحاء البلغاء المختار بن أبي عبيدة الثقفي، له كلمات فصيحة . ومنها قوله عند خروجه : والذى أنزل القرآن ، وبين الفرقان، وشرع الأديان، وكره العصيان، لأقتلن العصاة من أزد عمان، ومذحج وهمدان، ونهد وخولان، وبكر وهران، وثعل وبنهان، وقبائل قيس عيلان، غضبا لابن بنت نبي الرحمن....

فصحاء میں سے ایک فصیح مختار ابن ابی عبیدہ ثقفی ہے کہ اس سے فصیح کلمات نقل ہوئے ہیں، اس کے بعض فصیح کلمات وہ ہیں کہ جو اس نے اپنے خروج کے وقت بولے تھے:
اس خدا کی قسم کہ جس نے قرآن کو نازل کیا ہے، فرقان کو بیان کیا اور ادیان کو شرعی حثیت عطا کی اور معصیت کو برا شمار کیا، بے شک میں قبیلہ ازد، عمان، مذحج، ہمدان، نہد، خولان، بکر، ہران، ثعل، بنہان اور قبایل قیس عیلان کے گناہ گار افراد کو قتل کروں گا کیونکہ میں نے ان پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے کی خاطر غضب کیا ہے۔

(النمازی الشاهرودی، الشیخ علی (متوفی 1405ھ)، مستدرک سفینة البحار، ج8، ص208،
تحقیق وتصحیح: الشیخ حسن بن علی النمازی)

اس عبارت کے مطابق واضح ہوا کہ مختار ایک فصیح وبلیغ عالم تھا اور احادیث کو پڑھنے اور سمجھنے میں جناب محمد ابن حنفیہ کا شاگرد تھا، اب یہ کہ وہ فتوا بھی دیتا تھا یا نہیں، اس بارے میں کتب میں کوئی بات ذکر نہیں ہوئی ہے۔

شیعہ علماء کی نظر میں مختار ایک بلند مقام اور محب اہل بیت علیہم السلام انسان تھا اور اسکا قیام برحق اور امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے انتقام لینے کے لیے تھا۔

جعفر ابن نمای حلّی نے مختار کے بارے میں کہا ہے کہ

مختار مجاہدین میں سے تھا کہ جنکی خداوند نے قرآن میں مدح کی ہے اور اسکے لیے امام سجاد علیہ السلام کا دعا کرنا، اس بات کی دلیل ہے کہ ان حضرت کے نزدیک مختار کا کیا مقام ومرتبہ تھا اور اہل بیت کے دشمنوں نے مختار کی مذمت کے بارے میں غلط اور جھوٹی روایات گھڑی ہیں:

إعلم أن كثيرا من العلماء ... ولو تدبروا أقوال الأئمة فی مدح المختار لعلموا أنه من السابقين المجاهدين الذين مدحهم الله تعالى جل جلاله فی كتابه المبين ، ودعاء زين العابدين عليه السلام للمختار دليل واضح ، وبرهان لائح ، على أنه عنده من المصطفين الأخيار ، ولو كان على غير الطريقة المشكورة ، ويعلم

أنه مخالف له في اعتقاده لما كان يدعو له دعاء لا يستجاب، ويقول فيه قولا لا يستطاب، وكان دعاؤه عليه السلام له عبثا، والامام منزه عن ذلك، وقد أسلفنا من أقوال الأئمة في مطاوي الكتاب تكرار مدحهم له، ونهيهم عن ذمه ما فيه غنية لذوي الابصار، وبغية لذوي الاعتبار، وإنما أعداؤه عملوا له مثالب ليباعدوه من قلوب الشيعة، كما عمل أعداء أمير المؤمنين عليه السلام له مساوي، وهلك بها كثير ممن حاد من محبته، وحال عن طاعته، فالولي له عليه السلام لم تغيره الأوهام، ولا باحته تلك الأحلام، بل كشفت له عن فضله المكنون وعلمه المصون. فعمل في قضية المختار ما عمل مع أبي الأئمة الأطهار.. إلخ.

بہت سے علماء کو توفیق نصیب نہیں ہوئی۔۔۔۔

اور اگر وہ مختار کے بارے میں آئمہ کے کلام میں غور کرتے تو جان لیتے کہ مختار مجاہدین میں سے تھا کہ جنکی خداوند نے قرآن میں مدح کی ہے اور اسکے لیے امام سجاد علیہ السلام کا دعا کرنا، اس بات کی دلیل ہے کہ ان حضرت کے نزدیک مختار ایک خاص بندہ تھا، اور اگر وہ (مختار) غلط راستے پر ہوتا اور اگر ان حضرت کو علم ہوتا کہ اسکے اعتقادات ہمارے اعتقادات سے مخالف ہیں تو وہ حضرت مختار کے لیے دعا ہی نہیں کرتے کہ جو قبول ہو اور اس صورت میں ان حضرت کا اسکے لیے دعا کرنا، ایک فالتو اور بیہودہ کام ہوتا، حالانکہ ایک حکیم امام فالتو و لغو کاموں سے منزہ و پاک ہوتا ہے۔

ہم نے آئمہ کے کلام کو، کتاب کے مختلف مقامات پر مختار کی مدح و تعریف میں اور اسکی مذمت کرنے سے منع کرنے کے بارے میں، بیان کیا ہے۔

مختار کے دشمنوں نے اسکے لیے ایسی غلط باتیں ذکر کیں ہیں تا کہ اسکو شیعوں کے دلوں سے دور کردیں، جسطرح کہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے دشمنوں نے بھی انکے بارے میں ایسا ہی کیا تھا، اسی جعلی وجھوٹی باتوں کی وجہ سے ان حضرت کے بہت سے محبین ہلاکت کا شکار ہوگئے اورانکی اطاعت کرنے سے دور ہوگئے، لیکن ان حضرت کے سچے ولایت مدار افراد اسطرح کی غلط تہمتوں سے بالکل تبدیل نہ ہوئے اور وہ اسطرح کی غلط باتوں سے اخلاص کے راستے سے دور نہ ہوئے، مختار کے ساتھ بھی انھوں نے وہی کچھ کیا کہ جو انھوں نے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ انجام دیا تھا۔

(الحلی، المعروف بابن نما الحلی من اعلام القرن السابع، ذوب النضار، ص146،
تحقیق: فارس حسون کریم، سال چاپ: شوال المکرم 1416)

سوال دوم

کیا یہ دوروایت سند کے لحاظ سے صحیح و معتبر ہیں؟

1- عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (ع) قَالَ لِي: يَجُوزُ النَّبِي (ص) الصِّرَاطَ يَتْلُوهُ عَلِي وَ يَتْلُو عَلِياً الْحَسَنُ وَ يَتْلُو الْحَسَنَ الْحُسَينُ فَإِذَا تَوَسَّطُوهُ نَادَى الْمُخْتَارُ الْحُسَينَ(ع) :يا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (ع) إِنِّي طَلَبْتُ بِثَارِكَ فَيقُولُ النَّبِي(ص) لِلْحُسَينِ(ع) :أَجِبْهُ؛ فَينْقَضُّ الْحُسَينُ(ع) فِي النَّارِ كَأَنَّهُ عُقَابٌ كَاسِرٌ فَيخْرِجُ الْمُخْتَارَ حُمَمَةً وَلَوْ شُقَّ عَنْ قَلْبِهِ لَوُجِدَ حُبُّهُمَا فِي قَلْبِهِ.

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پل صراط سے گزریں گے، حضرت

علی اور امام حسن علیہم السلام بھی انکے پیچھے ہوں گے اور پھر جب امام حسین علیہ السلام پل صراط کے درمیان پہنچیں گے تو مختار (کہ جو عذاب دوزخ میں ہوگا) ندا دے کر کہے گا: یا ابا عبداللہ!

میں آپکے خون کا انتقام لینے والا ہوں، یہ سن کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے:

اے حسین!

اسکی بات کا جواب دیں، پھر امام حسین علیہ السلام عقاب کی سی تیزی سے مختار کو دوزخ سے نجات دیں گے اور اگر مختار کے دل کو کھول کر دیکھا جائے تو شاید اسکے دل میں ان دونوں (ابوبکر و عمر) کے لیے محبت موجود ہو۔

2. دوسری روایت بھی تقریبا اسی معنی و مضمون پر مشتمل ہے کہ جو امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے کہ اس روایت کے آخر میں راوی امام سے سوال کرتا ہے کہ:

مختار اتنی خدمات انجام دینے کے باوجود بھی کیوں عذاب جہنم میں مبتلا ہے؟

امام جواب میں فرمائیں گے کہ:

کیونکہ اسکے دل میں ان دو خلفاء کی محبت موجود تھی، پھر امام قسم کھا کر فرمائیں گے کہ اگر جبرائیل اور میکائیل کے دل میں بھی ان دو کے لیے ذرہ بھر بھی محبت موجود ہوتی تو خداوند ان دونوں کو بھی منہ کے بل آتش جہنم میں ڈال دیتے۔

اور کیا مختار کی دوسرے خلیفہ (عمر) کے ساتھ کوئی نسبت تھی؟

جواب اولا: یہ دونوں روایات سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں اور نتیجے کے طور پر قابل اعتماد و استناد بھی نہیں ہوں گی۔

مرحوم آیت اللہ خوئی نے نقل روایات کے بعد لکھا ہے کہ:

أقول: الروايتان ضعيفتان، أما رواية التهذيب فبالارسال أولا، وبأمية بن علي القيسي ثانيا.....

ہر دو روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہیں، اولا: کتاب تہذیب کی روایت مرسل ہے اور ثانیا: امیۃ ابن علی قیسی (دوسری روایت میں) ضعیف ہے۔

(الموسوی الخوئی، السید أبو القاسم (متوفی 1411 ھ)، معجم رجال الحدیث وتفصیل طبقات الرواۃ، ج19، ص108)

ثانیا: مختار ابن ابی عبید کی عمر ابن خطاب سے کسی قسم کی کوئی نسبت اور تعلق نہیں تھا، بلکہ عبد اللہ ابن عمر، مختار کا داماد (بہن کا شوہر) تھا۔

یہ بات بہت سی کتب میں نقل ہوئی ہے:

جیسے ابن اثیر جزری نے کتاب أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ میں لکھا ہے کہ:

أبو عُبَيد بن مسعود بن عَمْرو ابن عُمَير بن عَوف بن عُقْدَة بن غِيَرَة بن عوف ابن ثقيفٍ الثَّقَفِي . والد المختار بن أبي عبيد، ووالد صَفِيّة امرأة عبد الله بن عُمَر.

ابو عبید ابن مسعود ابن عمرو.... والد مختار ابن ابی عبید اور والد صفیہ زوجہ عبد اللہ ابن عمر ہے۔

(ابن أثیر الجزری، عز الدین بن الأثیر أبی الحسن علی بن محمد (متوفی 630 ھ)، أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ج6، ص217، ناشر: دار إحیاء التراث العربی بیروت)

اسی وجہ سے مختار کی بہن نے اپنے شوہر عبد اللہ ابن عمر سے چاہا کہ وہ یزید سے بات کرے تا کہ وہ مختار کو زندان سے آزاد کر دے۔

ابن ابی الحدید نے مختارؒ کے زندان سے آزاد ہونے کے بارے میں لکھا ہے کہ

وذاك أن أخته كانت تحت عبد الله بن عمر بن الخطاب، فسألت بعلها أن يشفع فيه إلى يزيد فشفع، فأمضى شفاعته، و كتب بتخلية سبيل المختار على البريد، فوافى البريد وقد أخرج ليضرب عنقه، فأطلق.

مختار کے زندان سے آزاد ہونے کا سبب یہ ہے کہ اسکی بہن زوجہ عبداللہ ابن عمر تھی، اس نے اپنے شوہر سے کہا کہ مختار کے بارے میں یزید سے بات کرے اور یزید نے بھی اسکی بات مان لی اور اپنے قاصد کے ہاتھ ایک خط مختار کی آزادی کے بارے میں بھیجا اور جب مختار کی گردن کاٹنے کے لیے اسے زندان سے باہر لایا گیا تھا تو قاصد نے اسی وقت خط کو عبیداللہ ابن زیاد کو دیا، اس نے خط پڑھنے کے بعد مختار کو آزاد کر دیا۔

(ابن أبي الحديد المدائني المعتزلي، (متوفی 655ھ)، شرح نہج البلاغۃ، ج2، ص171، تحقيق محمد عبد الكريم النمري، ناشر: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان)

سوال سوم

کیا یہ تاریخی روایت صحیح ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام شہر مدائن میں موجود تھے تو مختار انکو معاویہ کے قبضے میں دے کر عراق کی حکومت لینا چاہتا تھا؟

یہ روایت سند کے لحاظ سے ضعیف ہے، آیت اللہ العظمی خوئی اور علامہ مامقانی نے بھی اس روایت کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔

سوال چہارم

مختار ثقفیؒ روز عاشورا کہاں تھے؟

مختار کی شخصیت کے بارے میں ایک مہم سوال جو ہمیشہ سے ہوتا آ رہا ہے، وہ یہ ہے کہ مختار نے قیام عاشورا میں امام حسین علیہ السلام کی کیوں مدد نہیں کی تھی، لیکن بعد میں ان حضرت کے قاتلوں سے انتقام لیا تھا؟

تاریخی اعتبار سے اور شیخ مفید وطبری نے صراحت سے لکھا ہے کہ:

جناب مسلم سفیر امام حسین علیہ السلام کوفہ میں آنے کے بعد سیدھے مختار کے گھر گئے تو مختار نے انکا بہت احترام کیا اور رسمی طور پر انکی حمایت اور ساتھ دینے کا اعلان بھی کیا۔

(الارشاد، ص205؛ تاریخ طبری، ج5، ص355)

بلاذری نے لکھا ہے کہ: مسلم مختار کے گھر آئے تھے۔

(انساب الاشراف، ج6، ص376.)

لیکن ابن زیاد کے مکارانہ طور پر بھیس بدل کر کوفہ میں آنے سے کوفہ کے حالات ایک دم سے بدل گئے، اسی وجہ سے جناب مسلم مختار کے گھر سے نکل کر جناب ہانی ابن عروہ کے

گھر آ گئے۔

مختار جناب مسلمؑ کے کوفہ میں آنے کے بعد آرام سے نہ بیٹھا اور وہ جناب مسلمؑ کی بیعت کر کے کوفہ کے اطراف کے علاقے خطرنیہ چلا گیا اور وہاں جا کر جناب مسلمؑ کے لیے افراد کو بیعت کے لیے جمع کرنے لگا، لیکن اچانک کوفہ کے حالات تبدیل ہونے کے بعد اور اہل کوفہ کے ابن زیاد کے سامنے تسلیم ہونے کے بعد، مختار دوباہ کوفہ واپس پلٹ آیا۔

ابن زیاد نے حکم دیا کہ امام حسین علیہ السلام کو کوفہ میں آنے کی دعوت دینے والے اور مختار کی حمایت کرنے والے سب میری بیعت کریں، ورنہ سب کو قید کے پھانسی دے دی جائے گی۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ:

مسلم اور ہانی کی گرفتاری کے وقت مختار کوفہ میں نہیں تھا اور وہ لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لیے کوفہ سے باہر گیا ہوا تھا اور جب اس نے جناب مسلم کے اسیر ہونے کی خبر سنی تو اپنے چند افراد کے ساتھ کوفہ واپس آیا۔

شہر میں داخل ہوتے وقت مختار اور اسکے ساتھیوں کا ابن زیاد کے مسلح افراد کے ساتھ سامنا ہوا اور لفظی گفتگو کے بعد انکے درمیان لڑائی شروع ہوگئی کہ جس میں اس مسلح گروہ کا سالار قتل ہو گیا اور پھر مختار نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہاں سے ادھر ادھر بھاگ جائیں، اسکے بعد دیکھیں گے کہ صورتحال کیا بنتی ہے۔

(کامل ابن اثیر، ج4، ص169.)

ابن زیاد کوفہ کے حالات پر قابو پانے اور جناب مسلم و ہانی کو شہید کرنے کے بعد، شدت سے مختار کی تلاش میں تھا اور اس نے مختار کو گرفتار کرنے پر انعام بھی مقرر کیا ہوا تھا۔

(تاریخ طبری، ج5،ص 381؛ کامل ابن اثیر، ج4،ص36.)

ابن زیاد ملعون کا جناب مختار کو گرفتار کرنا

ہانی ابن جبہ نامی مختار کا ایک قریبی دوست عمرو ابن حریث کے پاس گیا اور مختار کے مخفی ہونے کی جگہ کا اسکو بتا دیا۔ عمرو نے اس شخص سے کہا کہ مختار سے کہو کہ ہوشیار رہے کہ ہم اسکے پیچھے ہیں اور وہ خطرے میں ہے۔

مختار عمرو ابن حریث کی حمایت کی وجہ سے ابن زیاد کے پاس گیا۔

ابن زیاد کی نگاہ جب مختار پر پڑی تو اس نے چیخ کر کہا تم وہی ہو جس نے ابن عقیل کی مدد کی تھی؟

مختار نے قسم کھا کر کہا میں شہر کوفہ میں نہیں تھا اور کل رات بھی عمرو ابن حریث کے پاس تھا۔

(مقتل الحسین (ع)، ابی مخنف، ص268-270.)

ابن زیاد بہت غصے میں تھا، اس نے اسی حالت میں زور سے اپنی عصا کو مختار کی صورت پر دے مارا کہ جس سے اسکی ایک آنکھ شدید زخمی ہو گئی۔

عمرو کھڑا ہو گیا اور اس نے مختار کی حمایت کرتے ہوئے گواہی دی کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

یہ سن کر ابن زیاد کو آرام آ گیا اور کہا:

اگر عمرو تمہاری حمایت میں گواہی نہ دیتا تو میں تمہاری گردن اڑا دیتا اور پھر اسکے حکم کے مطابق مختار کو زندان میں ڈال دیا گیا۔

مختار واقعہ عاشورا اور امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے وقت تک ابن زیاد کے زندان میں تھا۔

(انساب الاشراف، ج6،ص376-377
کامل ابن اثیر، ج4،ص116
مقتل ابی مخنف،ص271
البدایۃ والنہایۃ، ج8،ص249)

پس اس تفصیل کی روشنی میں واضح ہوگیا کہ

قیام امام حسین علیہ السلام اور واقعہ کربلا کے وقت مختار کے زندان میں ہونے اور شہر کوفہ کے حالات ہی ایسے تھے کہ وہ امام حسین علیہ السلام کے قیام میں شریک ہی نہیں ہوسکتا تھا، نہ کہ وہ شریک ہی نہیں ہوا تھا۔

جناب مختار کا مزار اور زیارت نامہ

شہر کوفہ میں مختار کا مزار زمانہ قدیم سے متبرک مقامات میں شمار ہوتا تھا۔

قبر مختار حضرت مسلم ابن عقیلؑ کے صحن میں کوفہ کی مسجد اعظم میں ہے۔

(تنزیہ المختار،ص1314)

علامہ امینی نے شہید ثانی کی کتاب مزار سے جناب مختار کے لیے ایک زیارت نامہ نقل کیا ہے اور اس زیارت نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر مختار زمانہ قدیم سے ہی شیعوں کی توجہ کا مرکز تھی اور ابن بطوطہ نے بھی اپنے سفر نامے میں اسی بات کا ذکر کیا ہے۔

(رحلہ، ابن بطوطہ،ص232.)

علامہ مجلسیؒ نے جناب مختارؒ کی شخصیت کے بارے میں لکھا ہے کہ

مختار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت کے فضائل بیان کیا کرتا تھا اور حتی امیر المومنین علی، امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کے فضائل کو لوگوں میں پھیلایا کرتا تھا اور مختار کا عقیدہ تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان ہی امامت اور حکومت کے لیے سب سے زیادہ مناسب ہے اور وہ اہل بیت علیہم السلام پر ہونے والے مظالم اور مصائب کے بارے میں ہمیشہ غم و غصے کی حالت میں رہتا تھا۔

(بحار الانوار، ج45، ص352.)

جناب مختار کا سارا خاندان ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت علیہا السلام کا عاشق اور مخلص خاندان تھا۔

حضرت مختارؒ کا صحیح عقیدہ

امام سجاد علیہ السلام نے خدا سے مختارؒ کے کام کے بدلے میں ان کے لئے جزائے خیر کی دعا کی ہے۔

(رجال کشی، صفحہ 127)

امام محمد باقر علیہ السلام نے مختار کے بیٹے ابوالحکم سے جب ملاقات کی تو اس کی عزت واحترام کے بعد مختار کی بھی تعریف وتمجید کی اور فرمایا:

تمہارے والد پر خدا کی رحمت نازل ہو۔

(تنقیح المقال، عامقانی جلد 3 صفحہ 1245)

آیت اللہ عبداللہ مامقانی نے

امام سجاد اور امام محمد باقر علیہما السلام

کی مختار رح پر اللہ کی رحمت نازل ہونے کی دعا کو

مختار رح کے عقیدے کی رحت پر دلیل قرار دیا ہے اور

فرماتے ہیں کہ

آئمہ علیہما السلام کی رضائیت اور خوشنودی خدا کی رضایت اور خوشنودی کے تابع ہے۔

پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیدے کے لحاظ سے منحرف نہیں تھے اسی وجہ سے وہ آئمہ کی خوشنودی اور رضایت کے مستحق ٹھہرے ہیں۔

(تنقیح المقال، حامقانی، جلد 3 صفحہ 205)

حضرت مختار رح آئمہ کی نظر میں امیر المومنین علی علیہ السلام

مقدس اردبیلی رح "حدیقۃ الشیعہ، صفحہ ۴۰۵" پر نقل کرتے ہیں کہ

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

بہت جلد میرے بیٹے حسین ع کو قتل کیا جائے گا لیکن زیادہ دیر نہیں ہوگی کہ قبیلہ ثقیف سے ایک نوجوان قیام کرے گا اور ان ستمگروں سے بدلہ لے گا۔

امام زین العابدین علیہ السلام

جب مختارؒ نے ابن زیاد اور عمر سعد کا سر امامؑ کے پاس بھیجا تو آپؑ سجدے میں گر گئے اور سجدہ شکر میں خدا کی اس طرح حمد کی:

"تمام تعریف ہے اس خدا کی جس نے ہمارے دشمنوں سے ہمارا انتقام لیا، خدا مختارؒ کو جزائے خیر دے"

(رجال کشی، صفحہ ۱۲۷)

امام باقر علیہ السلام کے صحابی "سُدید" کہتے ہیں کہ

امام باقر علیہ السلام نے حضرت مختارؒ کے بارے میں فرمایا:

"مختار کو بُرا مت کہو کیونکہ انہوں نے ہمارے قاتلوں کو قتل کیا اور ہم اہل بیتؑ کے خون کا انتقام لیا اور ہماری بیٹیوں کا عقد کروایا اور مشکل دور میں ہمارے درمیان مال تقسیم کیا۔"

(بحارالانوار، جلد ۴۵، صفحہ ۳۴۳) - (رجال کشی، صفحہ ۱۲۵، ح ۱۹۷)

کوفہ کے کچھ لوگ امام سجادؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امامؑ سے مختارؒ کے قیام کے متعلق سوال کیا تو امامؑ نے انہیں حضرت محمد بن حنفیہ کی طرف بھیجا اور فرمایا:

اے میرے چچا! اگر کوئی سیاہ فام غلام بھی ہم اہل بیتؑ کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرے تو لوگوں پر واجب ہے کہ اس کی ہر ممکن حمایت کریں۔

اس بارے میں جو کچھ مصلحت جانتے ہوں انجام دیں، میں اس کام میں آپ کو اپنا نمائندہ قرار دیتا ہوں۔

بحارالانوار، جلد ۴۵، صفحہ ۳۶۵

ریاض الابرار، جلد ۱، صفحہ ۲۹۸

امام محمد باقر علیہ السلام نے حضرت مختارؒ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

کیا مختار کے علاوہ کوئی اور تھا جس نے ہمارے برباد گھروں کو پھر سے آباد کیا؟

کیا وہ ہمارے قاتلوں کا قاتل نہیں ہے؟

خدا اس پر رحمت کرے، خدا کی قسم میرے بابا نے مجھے بتایا کہ جب بھی مختار، فاطمہ بنت علی علیہا السلام کے گھر داخل ہوتے تھے آپؑ ان کا احترام کرتی تھیں، مختار کے لئے فرش بچھاتیں اور تکیہ لگاتیں۔ مختار بیٹھتے تو آپ کی بات سُنتی تھیں۔

رجال کشی صفحہ ۱۲۵

الرجال الحدیث جلد ۱۸ صفحہ ۹۵

بحار الانوار، جلد ۲۵، صفحہ ۳۴۴

جامع الرواۃ وازاحۃ شتباھات، جلد ۲، صفحہ ۲۲۰

معجم الرجال الحدیث، جلد ۱۸، صفحہ ۹۵

تنقیح المقال، مامقانی، جلد ۲ صفحہ ۲۰۵

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

..............................☆☆☆☆☆..............................